ہے، اس کے بعد علماء اسلام کے اقوال کی روشنی میں خواب کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔خواب کا تعلق روح سے بہت گہرا ہے اور نیند خوابوں کی آغوش ہے۔مصنف نے مختصراً تصورِ روح سے بحث کرتے ہوئے نیند کی حقیقت اور خواب سے اس کے تعلق پر اظہارِ خیال کیا ہے۔اس کے بعد خواب کی صحت، مشترکہ خواب اور کوشش کر کے خواب دیکھنے (جس کو حالومیات کہا جاتا ہے) کا بیان ہے۔کتاب کا ایک اہم باب 'خواب اور تعبیر کے اصول وآداب' کے عنوان سے ہے۔یہ کتاب کا بنیادی حصہ ہے۔خواب کے سلسلہ میں عصرِ حاضر میں کافی مطالعات ہوئے ہیں، ان سے واقفیت کے بغیر خواب کی صحیح حیثیت اور قدر و قیمت متعین کرنا مشکل ہے۔فاضل مصنف نے فرائڈ اور دوسرے ماہرینِ نفسیات کے حوالے سے خواب کے سلسلے میں جدید مطالعات کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

کتاب کے آخر میں اشاریہ بھی شامل ہے۔اس کی تیاری میں محترمہ رضیہ سلطانہ نے خاص محنت کی ہے اور بڑی دقت نظر سے کام لیا ہے۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع اور مبسوط مطالعہ ہے۔اس میں خواب کے مختلف پہلوؤں پر مصنف نے بڑی تحقیق وجستجو سے اور زیادہ معتبر مراجع کی روشنی میں معلومات کو یکجا کردیا ہے۔کتابت اور طباعت بھی عمدہ ہے، لیکن پروف کی غلطیاں کہیں کہیں ذوقِ نظر پر گراں گذرتی ہیں اور بعض جگہ مصنف تحقیق کے بہاؤ میں سلاستِ زبان کا پورا لحاظ نہیں رکھ پائے ہیں۔

کتاب اس لائق ہے کہ اسلامیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے علاوہ عام قارئین کو بھی ضرور اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ (محمد مشتاق تجاروی)

اردو رباعیات میں ہندوستانی عناصر ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط

ناشر: اصول پبلی کیشنز، انامئے، ۳۰۵۔سوموار پیٹھ، پونے۔۱۱، سنہ اشاعت: دسمبر ۲۰۱۲، صفحات: ۱۹۲، قیمت: ۹۵ روپے

اردو کی ادبی اصناف میں ہندوستانی عناصر کی تلاش کی کوشش متعدد مصنفین نے مختلف زاویوں سے کی ہے۔اس سلسلے میں سب سے اہم نام گوپی چند نارنگ کا ہے، جنھوں نے 'ہندوستانی قصوں سے ماخوذ اردو مثنویاں'، 'اردو غزل اور ہندوستانی ذہن وتہذیب' اور 'اردو نظم اور تحریکِ آزادی' جیسی کتب کے ذریعہ مثنوی، غزل اور نظم میں ہندوستانی عناصر تلاش

کرنے کی کوشش کی ہے۔زیرِ مطالعہ کتاب اسی سلسلے کی توسیعی کڑی ہے،جس کے ذریعہ اردو رباعیات میں ہندوستانی عناصر کا مطالعہ کیا گیا ہے۔

مصنفِ کتاب ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط ، جو مہاراشٹر کے ایک اردو ہائی اسکول میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز رہ چکے ہیں، اپنی ادبی دلچسپیوں اور تصنیفات کے ذریعہ اردو کے ادبی منظر نامے میں اپنی شناخت رکھتے ہیں۔ ان کی مطبوعہ کتابوں میں 'اردو میں حمد و مناجات' اور 'اسطوری فکر وفلسفہ [اردو شاعری میں]' نمایاں اہمیت کی حامل ہیں۔ اول الذکر پر 'تحقیقات اسلامی' [اپریل۔جون ۲۰۱۱ئ] میں راقم کا تبصرہ شائع ہو چکا ہے۔

اس کتاب کا پہلا مضمون 'اردو رباعیات میں ہندوستانی عناصر' تمہیدی مضمون ہے، جو سب سے طویل اور ۵۷ رصفحات پر مشتمل ہے۔اس میں مختلف شعرا کے کلام کے حوالے سے موضوع کا مطالعہ کیا گیا ہے۔مصنفِ کتاب نے اس میں سرکردہ رباعی گو امجد حیدرآبادی پر گفتگو کرتے ہوئے ان کے وحدت الوجودی فکر کی حامل رباعیات کو پیش کیا ہے۔مذکورہ حصے سے ایک اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے،جس سے شاعر کا کلام ،اس کی فکر،اس کی جڑیں اور مصنف کا اسلوب بھی کسی قدر سامنے آتا ہے:

''۔۔۔اپنشدوں میں کہا گیا ہے: ''جو [اپنے سوا] دوسرے معبودوں کی پرستش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ ایک ہے اور میں دوسرا ہوں وہ شخص عقل مند نہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ خدا ہے،اس کے سامنے حجاب ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ [میں] خدا ہوں اس نے یقینا خدا کو جان لیا۔'' [بہ حوالہ: نگار، خدا نمبر، لکھنؤ، ۱۹۵۶ئ ص ۵۵]

محولہ بالا عبارت کی روشنی میں واقعۂ منصور کا تجزیہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ چراغِ منصور کو روشنی یہیں سے ملی تھی۔ 'لا موجود الاھو' کے قبیل کے درج بالا خیال کی تصریح امجد یوں کرتے ہیں:

ہیں مست مئے شہود، تو بھی میں بھی
ہیں مدعیٔ نمود، تو بھی میں بھی
یا تو ہی نہیں جہاں میں، یا میں ہی نہیں
ممکن نہیں دو وجود، تو بھی میں بھی [ص۔۱۶]

دوسرے مضمون میں انیس و دبیر کی رباعیات میں ہندوستانی عناصر کا مطالعہ کیا گیا ہے۔تیسرے مضمون 'رباعیاتِ اقبال میں ہندوستانی عناصر' میں اقبال کی فارسی رباعیات کو زیرِ مطالعہ لایا گیا ہے۔فنّی و تکنیکی اعتبار سے یہ موضوع سے غیر متعلق ہے، لیکن ان رباعیات کے ترجمہ کے پیش نظر اسے شروع کے بجائے آخر میں شامل کرنا مناسب تھا۔چوتھا مضمون رباعیاتِ اکبر میں حب الوطنی کی زیریں لہروں کا مطالعہ پیش کرتا ہے۔ پانچویں مضمون میں علامہ شبلی کی رباعیات میں ہندوستانی شہروں کو دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔چھٹے اور ساتویں مضمون میں گنگا دھر فرحت اور فرید پربتی کی رباعیات میں ہندوستانیت کا مطالعہ شامل ہے۔کتاب کا ساتواں مضمون 'اردو رباعیات میں مدحت و منقبت' کے زیر عنوان ہے اور آٹھویں مضمون میں رباعیاتِ ایثار میں ہندوستانی عناصر کا مطالعہ کیا گیا ہے۔آخر میں بطور ضمیمہ 'اردو رباعیات میں مناسکِ حج کی روداد شاملِ کتاب ہے۔

زیرِ تبصرہ کتاب اپنے موضوع پر اہمیت کی حامل ہے، البتہ مصنف نے جس طرح چند دوسرے رباعی گو شعرا کا مطالعہ الگ الگ مضامین کی شکل میں کیا ہے، اسی طرح سرکردہ رباعی گو شعرا: امجد حیدرآبادی، جوش اور فراق کا مطالعہ بھی الگ الگ کرنے کی ضرورت تھی۔اسی طرح اردو میں سب سے زیادہ رباعی کہنے والے شاعر شاہ غمگین دہلوی کی رباعیات کے مطالعے سے بھی یہ کتاب خالی ہے اور نہ مصنف نے اس کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کی رباعیات میں ہندوستانی عناصر کی مقدار کیا ہے؟۔اس چیز کی بھی ضرورت تھی کہ رباعیات کے صرف معروضی مطالعہ پر اکتفا نہ کیا جاتا، بلکہ ان میں جو باتیں اسلام کی بنیادی قدروں اور تعلیمات سے ٹکراتی ہیں ان پر نقد و تبصرہ بھی ہوتا۔ضمیمہ 'اردو رباعیات میں مناسکِ حج کی روداد' [مامون ایمن کی رباعیات] موضوع سے بالکل غیر متعلق ہے اور کتاب کی تحقیقی اور تنقیدی حیثیت کو متاثر کرتا ہے۔

مذکورہ کمیوں سے قطع نظر یہ کتاب موضوع کا معروضی اور دقّتِ نظر سے مطالعہ پیش کرتی ہے۔اس سے مصنف کی ہندو اساطیر و روایات سے واقفیت بھی سامنے آتی ہے۔مطالعہ میں تعارفی، تجزیاتی اور تنقیدی طریق کار اختیار کیا گیا ہے۔اسلوب تنقیدی اور علمی خصوصیات کا حامل ہے۔خلاصہ یہ کہ یہ کتاب اردو ادب میں ہندوستانیت کی تلاش کے باب میں اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ (محمد شہاب الدین)